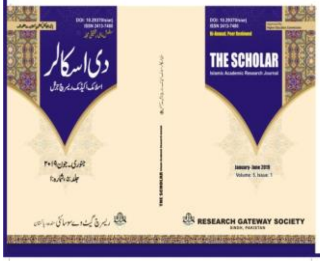

THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal
ISSN: 2413-7480(Print) 2617-4308 (Online)
DOI:10.29370/siarj

Journal home page: http://siarj.com

تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء میں سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری کے کردار کا تحقیقی جائزہ

RESEARCH ANALYSIS OF SYED ATTAULLAH SHAH BUKHARI'S CONTRIBUTION IN ṬEḤREEK KḤĀṬĀM-Ī-NĀBŪWĀṬ 1953

1. **Abdul Haseeb Ansari**

PhD Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture · University of Sindh, Jamshoro, Pakistan

Email : abdulhaseebansaree@gmail.com

ORCID ID:

https://orcid.org/0000-0001-9781-1106

2. **Bashir Ahmed Rind**

Associate Professor. Department of Comparative Religion & Islamic Culture · University of Sindh, Jamshoro, Pakistan

Email: bashir_rind2006@yahoo.com

ORCID ID:

https://orcid.org/0000-0001-9223-2930

To cite this article:
Rind, Bashir Ahmed, and Abdul Haseeb Ansari. "URDU-RESEARCH ANALYSIS OF SYED ATTAULLAH SHAH BUKHARI'S CONTRIBUTION IN TEHREEK KHATAM-I-NABUWAT 1953." *The Scholar-Islamic Academic Research Journal* 5, No. 1 (February 28, 2019): 19–31.

To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar2

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 19-31
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue8ar2
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar2
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2019-02-28

CC BY NC SA

Open Access

تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء میں سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کے کردار کا تحقیقی جائزہ

RESEARCH ANALYSIS OF SYED ATTAULLAH SHAH BUKHARI'S CONTRIBUTION IN ṬEḤREEK KḤĀṬĀM-Ī-NĀBŪWĀṬ 1953

Abdul Haseeb Ansari, Bashir Ahmed Rind

ABSTRACT

Ṭeḥreek kḥāṭām-ī-Nābūwāṭ 1953 was a remarkable incident in history of Muslims of Pakistan. This 'Ṭeḥreek' was started by Syed Attaullah Shah Bukhari and his contemporary Muslim leaders against 'Jāmāṭ-ī-Āḥmāḍīā' which considered Mirza Ghulam Ahmed to be a prophet. Ṭeḥreek Kḥāṭm-ī-Nābūwāṭ took great impetus within the masses of Pakistan. This research article is aimed at to highlight both the efforts and struggle of Syed Attaullah Shah Bukhari in this Ṭeḥreek. Syed Attaullah Shah Bukhari prepared a basis, from where; a well-organized movement could be initiated against the 'Ahmadis'. His untiring efforts impeded the preaching activities of 'Āḥmāḍīṣ'. His contribution in 'Ṭeḥreek Kḥāṭām-ī-Nābūwāṭ' ultimately paved the way for declaring the 'Āḥmāḍīṣ' as Non-Muslims in Islamic Republic of Pakistan in September, 1974.

KEYWORDS: Attaullah Shah Bukhari's, Contribution,Finality of Prophethood,Ahrar,Orator

کلیدی الفاظ: عطاء اللہ شاہ بخاری، کردار، ختمِ نبوّت، احرار، خطیب

تعارف:

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ولادت سیّد ضیاء الدّین کے گھر میں ۲۳ ستمبر ۱۸۹۱ء کو ہندوستان کے صوبہ بہار کے ضلع پٹنہ میں ہوئی۔ ددھیال کی طرف سے آپ کا نام عطاء اللہ اور ننھیال کی طرف سے شرف الدّین احمد رکھا گیا۔[1] "ابوالعطایا" آپ کی کنیت تھی۔[2] آپ حضرت سیّدنا حسنؓ کی اولاد میں چھتیسویں پشت میں ان سے ملتے ہیں۔آپ کے خاندان میں بڑے بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ قطب ربّانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی آپ کے خاندان سے ہیں۔ آپ کے آباؤاجداد بخارا سے کشمیر آئے، کشمیر سے پنجاب کے ضلع گجرات کے ایک گاؤں سرہالی میں مقیم ہوئے۔ مولانا مفتی غلام مصطفٰی قاسمی، مفتی محمد حسن امرتسری، مولانا نور احمد اور مولانا حبیب الرّحمٰن مکی سے آپ نے دینی تعلیم حاصل کی۔ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تحریکِ خلافت سے اپنی عملی جدوجہد کا آغاز کیا۔آپ نے ۲۹ ستمبر ۱۹۲۹ء کو آل انڈیا مجلس احرارِ اسلام کی بنیاد رکھی۔[3] آپ کی زندگی کے صرف دو مقاصد تھے۔ ایک انگریز سے آزادی۔ اور دوسرا فتنہ احمدیت کا خاتمہ۔ آپ کے وجود سے بیسیوں تحریکوں نے جنم لیا۔ چنانچہ تحریک ختمِ نبوّت، تحریکِ کشمیر، تحریکِ خلافت، تحریک مدحّ صحابہؓ، تحریک کپور تھلہ، تحریک بائیکاٹ انگریزی فوج میں بھرتی، تحریک جلیانوالا باغ، تحریکِ فلسطین، تحریک ہجرت افغانستان، تحریک عدم تعاون اور قومی تعلیم، تحریک ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم (راجپال کے خلاف) میں آپ نے بھرپور حصہ لیا اور ان تحاریک کو اپنی عملی جدوجہد اور خطابت سے جلا بخشی۔[4] ۲۱ آگست ۱۹۶۱ء کو آپ اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔آپ کے بڑے بیٹے اور جانشین مولانا ابوذر بخاری نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کو جلال باقری لانگے خان قبرستان ملتان میں دفنایا گیا۔[5]

تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء میں سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کا کردار:

قرآن مجید کی کئی آیاتِ مبارکہ اور آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیثِ مبارکہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر اور رسول ہیں اور ان کے بعد کوئی بھی ظلّی یا بروزی، تشریعی یا غیر تشریعی

[1] Janbaz Mirza, *Hayat Ameer-i-Shariat* (Chattan Press,Lahore, 1970), 22.
[2] Umm-i-Kafeel Sayyada, *Sayyadi-Wa-Abbi* (Bukhari Academy,Multan, 2013), 40.
[3] Muhammad Ismail Shuja'abadi, *Syed Attaullah Shah Bukhari Sawaneh-Wa-Afkaar* (Lahore, n.d.), 57.
[4] Shorish Kashmiri, *Shah Gee Sawaneh-Wa-Afkaar* (Matbooa't Chattan,Lahore, n.d.), 57.
[5] Sayyada, *Sayyadi-Wa-Abbi*, 41.

نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ اس کے باوجود مختلف ادوار میں کچھ لوگوں نے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی (۱۹۰۸ء۔ ۱۸۴۰ء) کا شمار بھی نبوّت کے انہی دعویداروں میں ہوتا ہے۔ سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری نے تقسیمِ ہندوستان سے پہلے ہی مرزا غلام احمد قادیانی کی اسلام مخالف تعلیمات کا محاسبہ شروع کر لیا تھا۔ آپ اس فتنے سے بخوبی واقف تھے۔ اور آپ نے اس فتنہ کی خرافات کو عام عوام میں متعارف کرایا۔ تقسیمِ ہندوستان سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو انگریز سرکار کی حمایت حاصل رہی۔ لیکن تقسیم ہندوستان کے بعد پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست کی شکل میں سامنے آیا جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار اسلامی عقیدہ ختمِ نبوّت کے صاف انکار کے باوجود خود کو مسلمان کہتے تھے۔ قادیانی حضرات مختلف انتظامی کلیدی عہدوں پر بھی براجمان تھے جس کا فائدہ اٹھا کر وہ اپنے تبلیغی امور کی ترقی و ترویج کرتے تھے۔ نیز قیامِ پاکستان کے ساتھ ہی چوہدری ظفراللہ خان، جو کہ ایک قادیانی تھے، کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کا وزیرِ خارجہ بنایا گیا۔ اس ملکی سیاسی پسمنظر نے ایک زبردست تحریک کے لیے راہیں ہموار کیں۔ چنانچہ سن ۱۹۵۳ء میں تحریک ختمِ نبوّت چلائی گئی جس کے روحِ رواں سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری تھے۔

تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء کے مقاصد:

اسلامی عقیدہ ختمِ نبوّت کے تحفظ کے لیے سن ۱۹۵۳ء میں چلائی جانے والی تحریک ختمِ نبوّت ایک خالص مذہبی تحریک تھی۔ اس تحریک کے بنیادی طور پر پانچ مقاصد تھے جو کہ یہ ہیں:

۱۔ اسلامی عقیدہ ختمِ نبوّت کا تحفظ

۲۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانا

۳۔ اس وقت کے وزیرِ خارجہ چوہدھری ظفراللہ خان کو عہدے سے ہٹانا

۴۔ تمام قادیانیوں کو کلیدی سرکاری عہدوں سے ہٹانا

۵۔ نظریہ پاکستان کا تحفظ کرنا[6]

شاہ صاحب کی تحریک میں اتحاد بین المسلمین کی کوششیں:

سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری ہمیشہ اتحاد بین المسلمین کے حامی رہے۔ شاہ صاحب نے اتحاد بین المسلمین کو امّتِ مسلمہ کے مسائل کے حل اور ان کے مقاصد کے حصول کے لیے ہمیشہ ناگزیر جانا۔ برِ صغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کے مختلف

[6] Shorish Kashmiri, *Tehrik-Khatm-i-Nabuwat*, 2010, 132–33.

مسالک آباد تھے اور انہیں اسلام کی سربلندی اور تبلیغ کے لیے ایک ملتِ واحد کی شکل میں لانا وقت کی اہم ترین ضرورت تھی۔ جب سن ۱۹۵۳ء میں تحریک ختمِ نبوّت چلی تو اسلام دشمن قوّتوں نے فرقہ وارانہ تعصب اور مسلک کی بنیادوں پر امّتِ مسلمہ میں اختلافات پیدا کرنا شروع کردیے۔ جبکہ دوسری طرف مختلف اسلامی مسالک کے پیروکاروں میں اتحاد نام کی چیز ناپید تھی۔ ان میں سے ہر ایک مسلک کا پیروکار دوسرے مسلک کے پیروکاروں کو نہ صرف صراطِ مستقیم سے بھٹکا ہوا سمجھتا تھا بلکہ ان کے خلاف کفر کا فتویٰ دیتا تھا۔ شاہ صاحب نے اتحاد بین المسلمین کی تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں ملک کے سیاسی بکھیڑے میں الجھنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے پیشِ نظر صرف ایک ہی موٴقف ہونا چاہیے اور وہ ہے حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا تحفظ۔ اس کے علاوہ جو باتیں ہمیں ملحوظ رکھنی چاہیئں وہ پاکستان کی عمومی خدمت اور جمہور المسلمین کو ان گمراہیوں سے نکالنا ہے جو ان کے عقائد و اعمال میں جڑ پکڑ چکی ہیں۔ اس ملک کا اور خود مسلمانوں کا فائدہ خود ان کے باہمی اتحاد میں ہے۔ شاہ صاحب کی جدوجہد کی بدولت تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء کے پلیٹفارم سے بالآخر اہلِ سنّت والجماعت، اہلِ حدیث، شیعہ، بریلوی اور دیوبندی آل مسلم پارٹیز کونسل کی شکل میں سر جوڑ کر ایک میز پر بیٹھ گئے اور فتنۂ احمدیت کی سرکوبی کے لیے مل کر تدبیر کرنے لگے۔ سب مسلم مسالک کا ایک جگہ مل بیٹھنا دراصل ملکِ پاکستان کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا۔[7]

آل مسلم پارٹیز کونسل کے مطالبات:

سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری کی جدوجہد کے نتیجے میں تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء منظم انداز میں شروع کر کے آل پارٹیز مسلم کونسل تشکیل دی گئی۔ جس کے پلیٹفارم سے تحریکی امور کو پہلے سے زیادہ منظم انداز میں چلایا گیا۔ ۱۷ اور ۱۸ مئی، ۱۹۵۲ء کو جماعتِ احمدیہ کے زیر اہتمام جھانگیر پارک، کراچی میں ایک عوامی احتجاجی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں وزیر خارجہ چودھری ظفراللہ خان نے بطور مہمانِ خاص خطاب کیا اور اپنے خطاب میں قادیانیت کو زندہ اور اسلام کو مردہ قرار دیا۔[8] سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری نے چودھری ظفراللہ خان کے اس خطاب کے خلاف پورے ملک میں تحریک کے کارکنوں سے احتجاجی مظاہرے منعقد کرنے کی اپیل کی۔ اس تقریر کے ردِ عمل میں ۲ جون، ۱۹۵۲ء کو ان دنوں پاکستان کے دارالخلافہ کراچی میں آل مسلم پارٹیز کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں ملک بھر کے جیّد علماء کو دعوت نامے بھیجے

[7] Kashmiri, 427–28.
[8] "Maahnama Masihaai, Khatm-i-Nabuwat Number," 2010, 892.

گئے۔ شرکاء کانفرنس نے علامہ سیّد سلیمان ندوی کی زیرِ صدارت متّفقہ طور پر حکومت سے جو تین مطالبات کیے وہ یہ ہیں:

۱۔ حکومت احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے۔

۲۔ چودھری ظفراللہ خان کو وزیرِ خارجہ کے عہدے سے برطرف کیا جائے۔

۳۔ احمدیوں کو تمام کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔[9]

مندرجہ بالا مطالبات کی منظوری کے لیے ایک علماء بورڈ تشکیل دیا گیا۔ علماء بورڈ کا پہلا اجلاس ۱۵ اگست، ۱۹۵۲ء میں ہوا جس میں فتنۂ احمدیت کے خلاف منظم جدوجہد کے لیے مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے قیام کا متفقہ فیصلہ ہوا۔ ۱۶ تا ۱۸ جنوری، ۱۹۵۳ء کو کراچی میں آل مسلم پارٹیز کنونشن منعقد کیا گیا۔ جس میں حکومتِ وقت کو مندرجہ بالا مقاصد کی منظوری کے لیے ایک ماہ کا وقت دیتے ہوئے پندرہ رکنی جنرل کونسل تشکیل دی گئی۔ سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری اس جنرل کونسل کے اہم رکن تھے۔[10] شاہ صاحب نے تحریک کے مطالبات کی منظوری کے لیے انتہائی سنجیدگی کے ساتھ حکومتِ وقت کو تجویز دی کہ آل مسلم پارٹیز کنونشن نے حکومت کو ایک ماہ کا نوٹس دیا ہے اور حکومت کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ قوم کے مطالبات بغیر کسی حیل وحجت کے تسلیم کرلے ورنہ قوم پھر جو قدم اٹھائے گی اس کے نتائج کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔[11]

تحریک راست اقدام(Direct Action):

۲۱ فروری، ۱۹۵۳ء کو مجلسِ عمل کا وفد خواجہ ناظم الدین سے ملا اور مطالبات یاد دلاتے ہوئے بتایا کے ان کے ایک ماہ کے نوٹس کی مدت ختم ہوگئی ہے، لیکن خواجہ ناظم الدّین نے مطالبات ماننے سے دوٹوک انکار کردیا۔[12] مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے زیرِاہتمام ۲۴ فروری تا ۲۶ فروری ۱۹۵۳ء کو آرام باغ کراچی میں تین روزہ عظیم الشان جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ جلسے میں سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری نے اپنے خطاب میں تحریک کے مطالبات پر روشنی ڈالی اور حکومت کے مایوس کن رویّے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کو دیے گئے نوٹس کو ایک مہینہ گزر گیا ہے۔ لہٰذا اب مطالبات کی منظوری

[9] *Justice Muneer Inquiry Report* (Naya Zamana Publications, Lahore, n.d.), 125.
[10] *Justice Muneer Inquiry Report*, 203–4.
[11] *Khutbat-i-Ameer-i-Shariat*, n.d., 199.
[12] Allah Wasaya Molana, *Tehrik Khatm-i-Nabuwat 1953* (Taleefat-i-Khatm-i-Nabuwat, Multan, n.d.), 263.

کے لیے راست اقدام(Direct Action)کا فیصلہ کرنا ضروری ہے۔راست اقدام کے تحت یہ فیصلہ کیا گیا کہ پانچ رضاکار جو ایسے جھنڈے اٹھائے ہوئے ہونگے جن پر مطالبات ثبت ہونگے،وزیر اعظم ہاؤس تک جائیں گے۔اگر وہاں سنتری ان رضاکاروں کو روکے گا تو وہ اس سے کہیں گے کہ وزیر اعظم کی خدمت میں مطالبات پیش کرنے اور ان کو تسلیم کرنے کی درخواست لے کر آئے ہیں۔اور وہ اسی صورت میں واپس جائیں گے کہ وزیر اعظم ان مطالبات کو تسلیم کرنے کا اعلان کر دیں۔[13]

۲۶فروری، ۱۹۵۳ء کو راست اقدام (Direct Action) کے فیصلے کے بعد حکومت نے سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری اور مجلس عمل کی اعلیٰ قیادت کو گرفتار کر لیا۔ان گرفتاریوں کے خلاف تحریک کے رضاکاروں نے بھرپور احتجاج کیا اور ہڑتال کر دی۔یکم مارچ کو کارکنان نے ہزاروں کی تعداد میں رضاکارانہ گرفتاریاں پیش کیں جس سے جیلوں میں جگہ کم پڑ گئی۔۴مارچ،۱۹۵۳کو احتجاج کے دوران ڈی ایس پی سیّد فردوس شاہ کو قتل کر دیا گیا۔جس کے بعد ملک بھر میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً پر تشدد فسادات نے جنم لیا جس کے بعد لاہور میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔بگڑتے ہوئے حالات کو دیکھ کر حکومت نے لاہور میں ۶مارچ،۱۹۵۳ء کو صبح ساڑھے دس بجے مارشل لاء نافذ کر دیا۔یہ مارشل لاء محض لاہور شہر تک محدود رکھا گیا جو کہ مئی ۱۹۵۳ء تک نافذ رہا۔جس میں مجلس عمل کے رضاکاران پر گولیاں برسائی گئیں اور تحریک ختمِ نبوّت کے بے شمار کارکنان شہید کر دیے گئے۔تحریک کی جملہ قیادت کو جیلوں میں بھیج دیا گیا اور تحریک کے بے شمار رضاکاران بھی گرفتار کر لیے گئے۔ سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری کو کراچی سنٹرل جیل سے منتقل کر کے لاہور سنٹرل جیل بھیج دیا گیا۔[14]

حکومتی پر تشدد رویّے کے باوجود سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری نے اپنی عملی جدوجہد میں کبھی بھی فساد کی راہ کو نہیں اپنایا۔بلکہ آپ نے اپنے کارکنان کو ہمیشہ صبر اور استقامت کی تلقین کی اور حکومت کی پر تشدد کارروائیوں پر بھی کارکنان کو قانون کو ہاتھ میں لینے سے منع فرمایا۔سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری نے لاہور سنٹرل جیل میں تحریک ختمِ نبوّت کے دوران حکومتی تشدد کی مذمّت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم ہر گز یہ نہیں چاہتے تھے کہ حکومت یا عوام تشدّد پر اتر آئیں،اور کوئی ناخوشگوار صورت نمودار ہو جائے۔[15]آپ نے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ممتاز دولتانہ سے کہا کہ امن و امان آپ ہی کی ذمہ

[13] *Justice Muneer Inquiry Report*, 211.
[14] Janbaz Mirza, *Hayat Ameer-i-Shariat*, 374.
[15] Janbaz Mirza, 374.

داری نہیں ہم سب کا فرض ہے اور ہم ملک کے امن و امان کو قائم رکھنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔ البتہ فتنہ قادیانیت جو ملک اور اسلام دونوں کے لیے خطرہ ہے اس خطرے سے عوام اور حکومت کو آگاہ کرنا اور مسئلے کا مناسب حل بھی ہماری قومی اور ملکی ذمہ داری ہے۔

تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء کے شہداء کے متعلق سوال پر سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری نے جواب دیا کہ جو لوگ تحریک ختمِ نبوّت میں جہاں جہاں شہید ہوئے ان کے خون کا جوابدہ میں ہوں۔ وہ عشقِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں مارے گئے۔ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ان میں جذبہ شہادت میں نے پھونکا تھا۔ جو لوگ ان کے خون سے دامن بچانا چاہتے ہیں اور اب کترا رہے ہیں ان سے کہتا ہوں کہ میں حشر کے دن بھی ان کے خون کا ذمہ وار رہوں گا۔ وہ عشقِ نبوّت میں اسلامی سلطنت کے ہلاکو خانوں کی بھینٹ ہو گئے، لیکن ختمِ نبوّت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضہ نے بھی سات ہزار حافظِ قرآن اسی مسئلہ کی خاطر شہید کرا دیے تھے۔[16] آپ نے کہا کہ تحریک ختمِ نبوّت میں جو کچھ ہوا اس کا میں اکیلا ذمہ دار ہوں، تمام ذمہ داری میرے سر ہے، اور قیامت تک اس مسئلہ پر جس قدر لوگ مریں گے، اس کی ذمہ داری بھی میرے سر رہے گی۔ شاہ صاحب نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: اللہ! میں ذمہ دار ہوں، آج بھی ذمہ دار ہوں اور آنے والے کل بھی ذمہ دار رہوں گا۔ میں نے یہ سب کچھ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی خاطر کیا تھا۔[17]

تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء کی پاداش میں جس وقت سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری اپنے رفقاء اور تحریکی کارکنان کے ساتھ لاہور سنٹرل جیل میں قید تھے اس وقت وزیرِ اعلیٰ صوبہ مغربی پاکستان ملک فیروز خان نے مولانا داؤد غزنوی کے ہاتھ لاہور سنٹرل جیل میں قید تحریک ختمِ نبوّت کے رہنماؤں کے نام ایک تحریری بیان بھیجا اور یہ پیغام بھیجا کہ اگر وہ اس تحریری بیان پر دستخط کر دیں تو حکومت ان کو فوری طور پر رہا کرنے کے لیے تیار ہے۔ اس تحریری بیان کا متن یہ تھا:

"تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء کو چلانے کا ہمارا اس طرح کوئی ارادہ نہیں تھا اور نہ ہی آئندہ ہم ایسی کسی تحریک کے چلانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ماضی قریب میں جو کچھ ہوا اس میں عوام کو زیادہ دخل تھا۔ ہم حکومت کو یقین دلاتے ہیں کہ آئندہ ہم ایسی کوئی تحریک نہیں چلائیں گے جس سے ملک کا امن خطرے میں پڑ جائے۔"[18]

---

[16] Kashmiri, *Tehrik-Khatm-i-Nabuwat*, 144.
[17] Janbaz Mirza, *Hayat Ameer-i-Shariat*, 399.
[18] Janbaz Mirza, 381.

سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری نے اس تحریری پیغام کے ردِّ عمل میں کہا کہ یہ تحریری بیان ہماری سیاسی اور مذہبی موت کے مترادف ہے۔ چنانچہ تحریک کے جملہ علماء کرام کی جانب سے اس پیشکش کی شدید انداز میں مذمت کی گئی اور اس تحریر پر دستخط کرنے سے انکار کیا گیا۔[19]

مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کا قیام (دسمبر ۱۹۵۴ء):

تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء قرونِ اولیٰ کے بعد تحفظ ختمِ نبوّت کے لیے چلائی جانے والی سب سے بڑی تحریک تھی۔ اس تحریک کے ذریعہ سے سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری نے برصغیر کے مسلمانوں میں عقیدہ ختمِ نبوّت کے تحفظ کا جذبہ پیدا کیا۔ تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء نے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عقیدہ تحفظ ختمِ نبوّت کے لیے سن ۱۹۷۴ء میں کی جانے والی تاریخی قانونسازی کی راہیں ہموار کیں۔ بلاشبہ تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء حکومتی تشدد کے ہاتھوں فی الوقت ظاہری لحاظ سے ناکام ہوئی۔ اور تحریک جن مقاصد کے حصول کے لیے چلائی گئی تھی ان مقاصد کے مکمل حصول میں کافی وقت لگا۔ تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء کی بظاہر ناکامی کے بعد بھی سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری میں عقیدہ ختمِ نبوّت کے تحفظ کی خاطر بے چینی پائی جاتی تھی۔ اس لیے شاہ صاحب نے ۱۳ دسمبر ۱۹۵۴ء کو اپنے مخلص رفقاء کی مشاورت طلب فرما کر مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے نام سے ایک غیر سیاسی تبلیغی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری کو اس تنظیم کا پہلا امیر و قائد منتخب کیا گیا۔ جبکہ مولانا محمد علی جالندھری کو پہلا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔[20] تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء کے بعد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت قائم کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کی ارتدادی سرگرمیوں کا محاسبہ کیا۔

تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۷۴:

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں نے مرزا طاہر احمد کی قیادت میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر قاتلانہ حملہ کیا جس میں کئی طلبہ زخمی ہوئے۔ حملے میں زخمی ہونے والے طلبہ کو فوری امداد کے لیے ہسپتال پہنچایا گیا۔ اس واقعہ کے بعد اسٹیشن پر ایک اچھا خاصہ مجمع جمع ہو گیا جس نے احتجاج کر کے انتظامیہ سے یہ مطالبات کیے:

ا۔ اس سانحہ کی ہائی کورٹ سے تحقیق کرائی جائے۔

[19] Janbaz Mirza, 384–85.
[20] Shuja'abadi, *Syed Attaullah Shah Bukhari Sawaneh-Wa-Afkaar*, 344.

۲۔اس سانحہ میں شریک تمام ملزمان بشمول اسٹیشن ماسٹر ربوہ(چناب نگر)ونشتر آباد کو گرفتار کیا جائے۔

۳۔اس سانحہ کے تمام ملزمان کو کڑی سزادی جائے۔

دوسری طرف اس وقت کے امیر مجلس تحفظ ختمِ نبوّت مولانا تاج محمود نے فیصل آباد میں اراکینِ مجلس کا اجلاس بلواکر مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کرائیں:

ا۔ربوہ(چناب نگر) کے ظلم و تشدد پر شدید نفرت کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ اس واقعہ کے سرغنہ اوراصل ظلم وتشدد کے محرک مرزاناصر کو گرفتار کیا جائے۔

۲۔ربوہ(چناب نگر)کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

۳۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔[21]

علماء کرام اور عوامی احتجاج کے باوجود حکومتِ وقت نے اس معاملے پر کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ جس کے ردِّ عمل میں پاکستان میں فتنہ قادیانیت کے خلاف ایک اور تحریک چلائی گئی۔۔ سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری نے ۱۹۵۴ء میں جو مجلس تحفظ ختمِ نبوّت قائم کی تھی،اسی مجلس کے پلیٹفارم سے تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۷۴ء کا قیام عمل میں لایا گیا۔مولانا شاہ احمد نورانی نے پرائیوٹ بل قومی اسمبلی میں پیش کیا جس پر قومی اسمبلی کے ۱۳۷اراکین کے دستخط تھے۔۳۰جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں اپوزیشن نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے جو قرارداد پیش کی تھی،اس کا متن درج ذیل ہے:

جناب اسپیکر،

قومی اسمبلی پاکستان

محترمی!

ہم حسبِ ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں!

ہر گاہ کہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا، نیز ہر گاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں،اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی۔

[21] “Maahnama Masihaai, Khatm-i-Nabuwat Number,” 954.

نیز ہر گاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز ہر گاہ کہ پوری امتِ مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوّت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنماء کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔
نیز ہر گاہ ان کے پیروکار، چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔
نیز ہر گاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں، جو مکہ المکرمہ کے مقدس شہر میں رابطہ العالم اسلامی کے زیر انتظام ۶ اور ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ۱۴۰ مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی، متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت، اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے، جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔
اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے، تاکہ اس اعلان کو موثر بنانے کے لیے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

محرکینِ قرارداد:

۱۔ مولانا مفتی محمود	۲۔ مولانا صدر الشہید	۳۔ جناب کریم بخش اعوان
۴۔ مولانا شاہ احمد نورانی	۵۔ مولانا نعمت اللہ	۶۔ صاحبزادہ محمد نذیر سلطان
۷۔ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری	۸۔ جناب عمرہ خان	۹۔ مہر غلام حیدر بھروانہ
۱۰۔ پروفیسر غفور احمد	۱۱۔ مخدوم نور محمد	۱۲۔ میاں محمد ابراہیم برق
۱۳۔ مولانا سیّد محمد علی رضوی	۱۴۔ جناب غلام فاروق	۱۵۔ صاحبزادہ صفی اللہ

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 19-31
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar2

۱۶۔ مولانا عبد الحق (اکوڑہ خٹک)	۱۷۔ سردار مولا بخش سومرو	۱۸۔ صاحبزادہ نعمت اللہ خان شنواری
۱۹۔ چوہدری ظہور الٰہی	۲۰۔ سردار شوکت حیات خان	۲۱۔ ملک جہانگیر خان
۲۲۔ سردار شیر باز خان مزاری	۲۳۔ حاجی علی احمد تالپور	۲۴۔ جناب عبد السبحان خان
۲۵۔ مولانا محمد ظفر احمد انصاری	۲۶۔ جناب راؤ خورشید علی خان	۲۷۔ جناب اکبر خان مہمند
۲۸۔ صاحبزادہ احمد رضا قصوری	۲۹۔ جناب رئیس عطا محمد خان مری	۳۰۔ میجر جنرل جمالدار
۳۱۔ جناب عبد الحمید جتوئی	۳۲۔ نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی	۳۳۔ حاجی محمد صالح
۳۴۔ جناب محمود اعظم فاروقی ۳۷۔ خواجہ جمال محمد کوریجہ [22]	۳۵۔ جناب غلام حسن خان دھاندلا	۳۶۔ جناب عبد المالک خان

قومی اسمبلی میں بل پیش کرنے کے بعد علماء کرام نے ملک گیر ہڑتال کی ہدایات دے کر کے قادیانیوں سے سماجی بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو تھے، جبکہ مولانا مفتی محمود قومی اسمبلی میں قائد حزبِ اختلاف تھے۔ اسمبلی میں موجود مفتی محمود اور دیگر اراکین نے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی توجہ مسئلہ قادیانیت کی طرف دلائی۔ جس کے بعد وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیت کے مسئلے کو اسمبلی میں پیش کر کے منصفانہ فیصلہ کرنے کا اعلان کیا۔ قومی اسمبلی کی ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دے کر اس وقت کے اسپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خان کو اس کمیٹی کا چیئر مین بنا دیا گیا۔ اس کے علاوہ اس وقت کے اٹارنی جنرل آف پاکستان یحییٰ بختیار کو بھی خصوصی کمیٹی میں شامل کیا گیا۔

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے سانحہ ربوہ پر غور اور قادیانی مسئلہ پر سفارشات مرتب کرنے کے لیے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دیا اور سرکاری طور پر بل وزیر قانون عبد الحفیظ پیرزادہ نے پیش کیا۔ اسپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خاں کی صدارت میں اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث شروع کی گئی۔ قادیانی اور لاہوری گروپ نے اپنے اپنے محضر نامے پیش کیے۔ قادیانی گروپ کے محضر نامے کے جواب میں مولانا مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی،

---

[22] Allah Wasaya Molana, *Qoumi Assembly Men Qadiyaani Masa'la Par Bahis Ki Mussaddiqa Report* (Almi Majlis Tahafuz Khatm-i-Nabuwat,Multan, 1997), 70.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 19-31
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar2

چوہدری ظہور الٰہی اور دیگر اراکینِ کمیٹی نے ملتِ اسلامیہ کا موٴقف نامی محضر نامہ تیار کیا۔ اسمبلی میں مسئلہ قادیانیت پر بنائی گئی خصوصی کمیٹی کے زیرِ اہتمام ۵ اگست ۱۹۷۴ء سے لے کر ۶ ستمبر ۱۹۷۴ء تک ۲۱ دن تک اجلاس منعقد ہوئے جس کا خلاصہ یوں ہے:

مرزا ناصر احمد	پر جرح	۱۱ دن	ہوئی
لاہوری گروپ	پر جرح	۲ دن	ہوئی
مولانا مفتی محمود	کا بیان	۲ دن	ہوا
مولانا عبدالحکیم	کا بیان	۲ دن	ہوا
ممبران قومی اسمبلی	کے بیانات	۳ دن	ہوئے
ممبران و یحییٰ بختیار	کے بیانات	۲ دن	ہوئے[23]

۶ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے اپنی کارروائی مکمل کر کے وزیرِ اعظم پاکستان کو اپنی سفارشات پیش کیں۔ جس کے اگلے دن ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قانون ساز اسمبلی میں تمام اراکینِ اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔[24] وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اس تمام مرحلے میں قابلِ تحسین کردار ادا کیا۔ آپ اپنی زندگی کے آخری ایّام میں جب راولپنڈی میں قید تھے اس وقت فرمایا کہ قادیانیوں کے اعتقاد کو اگر دیکھا جائے تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری پیغمبر نہیں مانتے اور اگر وہ مجھے ہی اپنے آپ کو غیر مسلم قرار دینے کا ذمہ دار ٹھراتے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ آپ نے کہا کہ میں تو بڑا گناہ گار ہوں اور کیا معلوم کہ میرا یہ عمل ہی میرے گناہوں کی تلافی کر جائے اور اللہ میرے تمام گناہ اس نیک عمل کی بدولت معاف کر دے۔[25]

بلاشبہ تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے رفقاء نے چلائی۔ شاہ صاحب نے تحریک میں ہونے والے تمام نقصانات کی ذمہ داری اپنے اوپر لے کر اپنے حلقے میں اسلامی عقیدہ ختمِ نبوّت کی خاطر جدوجہد کا عملی نمونہ پیش کیا۔ بلاشبہ تحریکِ ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء کو اپنے مقاصد میں فی الوقت کامیابی میّسر نہیں ہوئی۔ اس کے باوجود شاہ

---

[23] Allah Wasaya Molana, *Tarikhi Dasta'awez* (Almi Majlis Tahafuz Khatm-i-Nabuwat,Multan, n.d.), 10–11.
[24] Molana Abdul Qayoom, *Tarikhi Dasta'awez* (Idara-i-Talifat Ashrafia,Multan, 2006), 163.
[25] Raffiuddin Colonel, *Bhutto Ke Aakhiri 323 Din* (Lahore, n.d.), 67.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 19-31
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar2

صاحب مایوس نہیں ہوئے اور آپ نے فتنہ قادیانیت کی مکمل سرکوبی کے لیے مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کی شکل میں ایک ایسی تنظیم پیدا کی جس کی ترجیح ہمہ وقت فتنہ قادیانیت کی تبلیغی وارتدادی سرگرمیوں کا تعاقب کرنا تھا۔ شاہ صاحب کا یہ دانشمندانہ فیصلہ وقت نے درست ثابت کیا۔ اسی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے پلیٹفارم سے ۱۹۷۴ء میں ایک دفعہ پھر تحریک ختمِ نبوّت چلائی گئی۔ جس نے بلاشبہ اپنے تمام مقاصد واہداف حاصل کیے۔ عقیدہ ختمِ نبوّت کے تحفظ کی خاطر سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری نے مثالی خدمات انجام دیں جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

خلاصہ:

مرزا غلام احمد قادیانی نے سن ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوّت کیا جس کے خلاف برصغیر پاک وہند کے علماء کرام نے جدوجہد کی۔ ان علماء کرام میں سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری کا نام سرفہرست آتا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی عقیدہ ختمِ نبوّت کے تحفظ کے لیے وقف کردی۔ تقسیم ہندوستان کے بعد آپ نے مسئلہ تحفظ ختمِ نبوّت کی طرف خصوصی توجہ دی۔ تقسیم کے بعد آپ اس نتیجے پر پہنچے کہ اب وعظ و نصیحت کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ اتمامِ حجت ہو چکا ہے۔ اور اب وقت کی اہم ترین ضرورت عقیدہ ختمِ نبوّت کا تحفظ ہے۔ چنانچہ، ۱۹۵۳ء سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری اور ان کے رفقاء نے تحریک ختمِ نبوّت برپا کردی۔ شاہ صاحب نے اپنی خطابت کے ذریعہ سے تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء میں کلیدی کردار ادا کیا۔ آپ نے اپنی خطابت سے مسلمانوں میں عقیدہ ختمِ نبوّت کی حفاظت کا جذبہ پیدا کیا۔ تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء میں سینکڑوں مسلمان شہید ہوئے، ہزاروں رضاکار کو جیل جانا پڑا۔ اور مجموعی طور پر لاکھوں مسلمان اس تحریک میں تاثر ہوئے۔ شاہ صاحب نے تحریک ختمِ نبوّت کے دوران مرزا غلام احمد قادیانی کی کفریہ تعلیمات، خاص طور پر ختمِ نبوّت کے متعلق مرزا صاحب کے عقائد پر روشنی ڈالی اور مسلمانوں کو عقیدہ ختمِ نبوّت کے تحفظ کے لیے مرمٹنے کے لیے تیار کیا۔ آپ نے ۱۹۵۳ء میں چلنے والی تحریک ختمِ نبوّت میں قائدانہ کردار ادا کرکے فتنہ احمدیت کی بنیادیں ہلا دیں۔ آپ کی جدوجہد کے نتیجے میں ۷ ستمبر، ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قانونساز اسمبلی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام پیروکاروں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری نے یہ تحریک شروع کرکے امّتِ مسلمہ کو ایک بڑے فتنہ سے نجات دلائی اور آئندہ کے لیے اس طرح کے فتنوں کے لیے ایک لائحہ عمل پیچھے چھوڑا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)